شذرات

قرآن حکیم میں جتنا توحید اور اشراک باللہ سے بچنے پر زور دیا گیا ہے اتنا کسی دوسرے مسئلے پر نہیں ہے۔ توحید کی روح یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اجتماعی یا انفرادی طور پر ایک ذات اقدس کے سامنے اپنی ضروریات اور احتیاج کو پیش کرنا چاہیے ۔ امورِ شرعیہ کے بعد انسان امور کونیہ کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ مسلم معاشرے کا اجتماعیات میں قرآن عظیم اور اس کے احکام پر اعتماد ہونا چاہیے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ انسان اپنے کونی حاجات میں بھی خداوند قدوس کے سوا کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو اور اگر اس نے امور شرعیہ میں تو الٰہی تعلیم کی طرف اپنی احتیاج کو ظاہر کیا مگر امورِ کونیہ میں وہ دوسروں کا محتاج رہنا چاہتا ہے تو یہ بھی اشراک باللہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

اس کی وضاحت کے لیے آج کی دنیا کو دیکھنا چاہیے کہ ہم جمہوریت کے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں ، ہمارے کئی مسلم ممالک ایسے ہیں جہاں قرآن عظیم کو اساسی قانون بنانے کے لیے کوشش کی جارہی ہے لیکن ہم اس نظام کی تکمیل اور بقا کے لیے کونی اشیاء کی طرف محتاج ہیں مثلاً ہوائی جہاز، جنگی اسلحہ ، رسل رسائل کی سائنسی ایجادات وغیرہ - اور یہ سب عمومی طور پر غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہیں۔ تو کیا ہم ان چیزوں کی دستیابی کے لیے ان کے دست نگر رہیں اور ان ہی کی مرضی پر اپنی ملکی پالیسیاں وضع کریں ؟

مسلمانوں کے لیے دو قانون ہیں۔ (۱) مسلمانوں کے باہمی نزاعات کو دور کرنے کے لیے شرعی قانون ، (۲) اپنی حوائج کی طلب اور دستیابی کے لیے غیر شرعی قانون۔ قرآن مقدس

ہمیں اس میں کفار کی اتباع اور احتیاج کو جائز قرار نہیں دیتا۔ اگر مساوی طور پر سلوک ہو اور بیوپار و تجارت جاری ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

بنو امیہ کے دور میں ایک طرف تو مسلمان رومی سکہ استعمال کرتے تھے اور دوسری طرف خلیفہ عبدالملک عیسائیوں کے شہنشاہ قیصر کو کلمۂ توحید اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے اتباع کی دعوت دے رہا تھا۔ یہ بات قیصر پر بڑی سخت گذری اور اس نے خلیفہ عبدالملک کو یہ دھمکی بھجوائی کہ وہ اسلام کے لیے تبلیغ اور دعوت کو ترک کردے ورنہ وہ دراہم پر ایسی عبارت لکھوائے گا کہ عبدالملک اور دوسرے مسلمانوں کے لیے وہ غم کا باعث ہوگی۔ خلیفہ عبدالملک نے اہل الرائے سے مشورہ کیا۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ ہم اپنے ملک کے لیے اپنا علیحدہ سکہ بنائیں گے اور ہم رومیوں کے سکے کو اپنے لیے استعمال نہیں کریں گے۔ اس کے بعد ملک کے مہندس جمع ہوگئے جنھوں نے ملک کے لیے اپنا سکّہ تیار کیا۔

آج کل امریکا کو یہ غلبہ حاصل ہے کہ وہ جہاں چاہے اپنی پالیسی کو ٹھونس دے یا سی آئی اے اور ڈالر کے ذریعے اپنی مرضی کے مطابق حکومتوں کو تبدیل کردے۔ اس طرح اگر مسلم حکومتیں بے بس رہیں گی تو وہ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہوسکتیں۔ اس لعنت سے نکلنے کے لیے جملہ قوانین میں صرف ایک ذات اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہونا چاہیے۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اگر ہم اپنی احتیاج سچے دل سے اس کے سامنے پیش کریں تو کوئی شک نہیں کہ ہماری جملہ حاجات کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔

جب جنیوا کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں ہورہی تھیں اور صہیونیت پر عربوں کے مقبوضہ علاقوں کی واگزاری کے لیے عالمی سیاسی دباؤ بڑھ رہا تھا تو عین اسی مرحلے پر صہیونیت کی سیاست نے پلٹا کھایا اور الیکشن میں اس کی قیادت بدل گئی۔ ایسا گروہ برسراقتدار لایا گیا جو سابقہ حکمران پارٹی سے عربوں کی مخالفت میں زیادہ ضدی اور ظالم رہا ہے۔ اصل میں یہ سب صہیونیت کی سیاسی چال ہے، وہاں کی تمام پارٹیاں عرب اسرائیلی تنازعے میں ظالمانہ قبضے پر متفق ہیں لیکن دُنیا کو دھوکہ دینے کے لیے جمہوریت کا ڈھونگ لگا رکھا ہے